بیان نمبر: 2

جمعة المبارک

نحمده ونصلی ونسلم علیٰ رسوله الکریم، امابعد

معزز سامعین گرامی!

آج ہمارے بیان کا موضوع ہے ,,لفظ,, **اللّٰه**،، کے فضائل وخصوصیات،،

یاد رہے! اللہ رب العزت کے جتنے بھی نام ہیں انکی عموماً دو طرح تقسیم کی جاتی ہیں۔

(۱)**اسمائے ذاتی** (یعنی ذاتی نام)   (۲)**اسمائے صفاتی** (یعنی صفاتی نام)

تفسیر کبیر میں بسم اللہ کے تحت ہے کہ حق تعالیٰ کے 3 ہزار نام ہیں جن میں سے 1 ہزار کو ملائکہ (فرشتے) جانتے ہیں، 1 ہزار انبیاء کرام **علیہم السلام** اور باقی 1 ہزار میں سے 3 سو نام تورات شریف میں، 3 سو انجیل میں اور 3 سو زبور میں اور 99 نام قرآن پاک میں ہیں۔ اور 1 نام وہ ہے جس کو صرف حق تعالیٰ ہی جانتا ہے لیکن بسم اللہ میں جو تین نام (**اللّٰه، رحمٰن، رحیم**) آئے ہیں ان میں ان تین ہزار ناموں کے معنیٰ پائے جاتے ہیں، لہٰذا جس نے ان تین ناموں سے حق تعالیٰ کو یاد کیا گویا اس نے تمام ناموں سے یاد کر لیا۔
(اشرف التفاسیر، ج1ص52)

ان تمام ناموں میں لفظ ,, **اللّٰه** ،، حق تعالیٰ کا ذاتی نام ہے اور باقی اسمائے صفاتیہ (صفاتی نام ہیں)

کسی بھی شخصیت کو سمجھنے کیلئے فقط اسکی صفات ہی کافی نہیں ہوتیں، جیسے میں کہتا ہوں کہ ہمارے پاس ایک عالم، فاضل، محقق، مفتی، پیر صاحب تشریف لائے، اتنی صفات بیان کرنے کے باوجود بھی لوگوں کو سمجھ نہیں آئے گی کہ آخر میں کس کا ذکر کر رہا ہوں، اور سب کی خواہش ہوگی کہ جس شخصیت کے اتنی صفات والقابات بیان کئے جا رہے ہیں اس کا نام ہمیں بتایا جائے تا کہ ہمیں اسکی مکمل پہچان ہو، لہٰذا جیسے ہی میں اس شخصیت کا نام ذکر کروں گا تو سب کو فوراً پہچان ہو جائے گی کہ فلاں شخصیت کی بات کی جا رہی ہے۔

اسی طرح اللہ تعالیٰ کا مبارک نام ,,**قدیر**،، ذکر کرنے سے صفت قدرت کا علم ہوتا ہے، ,,**علیم**،، سے صفت علم کا، ,,**حی**،، سے صفت حیات، ,,**کلیم**،، سے صفت کلام، ,,**سمیع وبصیر**،، سے صفت سمع وبصر یعنی سننا و دیکھنا، ,,**خالق**،، سے صفت خَلْق (پیدائش)، ,,**رب**،، سے صفت ربوبیت، ,,**رحمٰن و رحیم**،، سے صفت رحمت، الغرض ہر نام مبارک کے ذکر سے کوئی نہ صفت وخوبی معلوم ہوگی، لیکن خواہش ہوگی کہ کوئی ایسا نام بھی ہونا چاہئے جو ساری صفات وخوبیوں کا جامع ہو جس کو سنیں تو ساری خوبیاں ظاہر ہو جائیں، جس کو پڑھیں تو سب صفات کی لذتیں حاصل ہوں، جس پر غور کریں تو ساری صفات سے پردے اٹھ جائیں۔ جو تمام صفات کا جامع ہے۔

لہٰذا غور وفکر اور تلاش وجستجو کے بعد اللہ رب العزت کی رحمت شامل حال ہوئی اور عقل وذھن سے سارے پردے ہٹا دیئے گئے اور عقل پر واضح وروشن ہو گیا کہ وہ ایک ہی لفظ ہے جسے بولتے ہی اس حسین ذات کا تصور ذھن میں آ جاتا ہے جو,, **رؤف**،، بھی ہے، ,,**رحیم**،، بھی، جو ,,**علیم**،، بھی ہے، ,,**حکیم**،، بھی، جو ,,**قدیر**،، بھی ہے، ,,**کلیم**،، بھی، جو ,,**سمیع**،، بھی ہے ,,**بصیر**،، بھی، جو ,,**مالک**،، بھی ہے، ,,**خالق**،، بھی، ,,**رحمٰن**،، بھی ہے ,,**رحیم**،، بھی............ اور وہ مبارک، مقدس، مطہر، منور لفظ ,,**اللّٰه**،، ہے۔

معلوم ہوا صرف صفات کو ذکر کرنے سے کسی ہستی کی مکمل معرفت وپہچان نہیں ہو سکتی جب تک کہ اس کا ذاتی نام بیان نہ کیا جائے۔

اور لفظ ,, **اللّٰه** ،، ہی وہ لفظ ہے جو ساری صفات کو محیط ہے، جو ساری صفات کا جامع ہے، جو ساری صفات کو شامل ہے۔

اور یہ مبارک نام وہ ہے کہ جس کیساتھ خود اللہ رب العزت قرآن مجید فرقان حمید میں جگہ بہ جگہ اپنا تعارف کروا رہا ہے، اور اس کیساتھ جب باقی اسمائے حسنیٰ کو دیکھتے ہیں تو یوں معلوم ہوتا ہے کہ جیسے اجمال کی تفصیل ہو، مُفَسَّر کی تفسیر ہو، متن کی شرح ہو۔

ارشاد باری تعالیٰ ہے: ,,**هُوَ اللّٰهُ الَّذِیْ لَاۤ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ عٰلِمُ الْغَیْبِ وَالشَّهَادَةِ هُوَ الرَّحْمٰنُ الرَّحِیْمُ**،، (سورۃ الحشر، آیت22)

ترجمه: وہی اللہ ہے جس کے سوا کوئی معبود نہیں، عالم غیب والشہادۃ (ہر غیب وظاہر کو جاننے والا) ہے، وہی رحمٰن ورحیم ہے۔

اس آگے فرمایا: ,,**هُوَاللّٰهُ الَّذِیْ لَاۤ اِلٰهَ اِلَّاهُوَ اَلْمَلِكُ الْقُدُّوْسُ السَّلٰمُ الْمُؤْمِنُ الْمُهَیْمِنُ الْعَزِیْزُ الْجَبَّارُ الْمُتَكَبِّرُسُبْحٰنَ اللّٰهِ**

عَمَّا یُشْرِکُون،،(سورۃ الحشر، آیت23)

ترجمہ: وہی اللہ ہے جسکے سوا کوئی معبود نہیں مَلِک (بادشاہ) ہے،قدوس (نہایت پاک) سلام (سلامتی دینے والا) مؤمن (امن بخشنے والا) مُھیمن (حفاظت فرمانے والا) عزیز (بہت عزت والا) جبار (بے حد عظمت والا) متکبر (اپنی بڑائی بیان فرمانے والا ہے) اللہ ان مشرکوں کے شرک سے پاک ہے۔

اس سے اگلی آیت میں بھی اسی طرح ارشاد فرمایا:,,**ھُوَاللّٰہُ الْخَالِقُ الْبَارِئُ الْمُصَوِّرُلَہ الْاَسْمَاءُ الْحُسْنٰی یُسَبِّحُ لَہ مَافِی السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَھُوَالْعَزِیْزُ الْحَکِیْم**،،(سورۃ الحشر، آیت24)

ترجمہ: وہی اللہ ہے خالق (بنانے والا) باری (پیدا کرنیوالا) مصور (ہر ایک کو صورت دینے والا) سب اچھے نام اسی کے ہیں۔آسمانوں اور زمین میں موجود ہر چیز اسی کی پاکی بیان کرتی ہے،اور وہی بہت عزت والا، بڑا حکمت والا ہے۔

اسی طرح آیۃ الکرسی میں صفات خداوندی کو بیان کرنے کیلئے اس مبارک لفظ ,,**اللّٰہ**،، کا انتخاب فرمایا گیا۔مزید بھی قرآن حکیم میں جگہ بہ جگہ اپنے ذات کا تعارف اسی مبارک نام کے ذریعے کروایا۔

مزید چند مقامات بھی ملاحظہ فرمائیں۔ارشاد فرمایا:**قُلْ مَنْ رَبُّ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ قُلِ اللّٰہ**،،(سورۃ الرعد، آیت16)

ترجمہ: تم فرماؤ! آسمانوں اور زمین کا ربّ کون ہے؟،آپ صلی اللہ علیہ وسلم خود ہی فرما دیجئے!,,**اللّٰہ**،،

ایک مقام پر ارشاد فرمایا:**قُلْ مَنْ یَرْزُقُکُمْ مِنَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ،قُلِ اللّٰہ**،،(سورۃ السباء، آیت24)

ترجمہ: تم فرماؤ! کون ہے جو تمہیں آسمانوں اور زمین سے روزی دیتا ہے؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم خود ہی فرما دیجئے!,,**اللّٰہ**،،

وَعَلٰی ھٰذاالْقِیَاس! (مزید اسی پر قیاس کر لیجئے) نہ صرف ہر مقام پر باری تعالیٰ نے اپنی ذات کا تعارف اسی مبارک لفظ ,,**اللّٰہ**،، سے کرایا بلکہ ہمیشہ اپنی صفات وکمالات کا ذکر بھی اسی مبارک نام سے شروع فرمایا۔چنانچہ قرآن مجید فرقان حمید کا یہ انداز بیان نہ صرف اس مبارک نام کی افضلیت کو ظاہر کر رہا ہے بلکہ دیگر صفاتی ناموں کے مقابلے میں اس کی جامعیت کو بھی واضح کر رہا ہے۔

پھر لطف کی بات یہ ہے کہ اس مبارک لفظ کا استعمال قرآن مجید فرقان حمید میں کم بیش ستائیس سو ایک (2701) بار فرمایا گیا،جبکہ اتنی کثرت سے کوئی دوسرا لفظ استعمال نہیں ہوا۔**اللہ اکبرُ وِلِلّٰہِ الْحَمْدُ**

لفظ ,,اللّٰہ،، کی شان عَلَمِیَّتْ

علم نحو کے مشہور ومعروف امام سیبویہ اور امام خلیل جبکہ فقہاء واصولیین میں سے امام شافعی، امام خطابی، امام الحرمین اور امام غزالی **علیہ رحمۃ اللہ الوالی** کے قول کے مطابق لفظ ,,**اللّٰہ**،، اسمِ عَلَم ،غیرِ مُشْتَق ہے۔(یعنی نہ یہ کسی لفظ سے بناء ہے اور نہ کوئی لفظ اس سے بنتا ہے) کیونکہ یہ لفظ صرف ذات باری تعالیٰ کے نام کے طور پر ہی وضع کیا گیا (بنایا گیا) ہے اور کسی غیر کی اس میں کسی بھی طرح کی شرکت کے بغیر صرف اور صرف اسی ذات مقدسہ پر ہی دلالت کرتا ہے۔گویا یہ لفظ خود ہی توحید باری تعالیٰ پر واضح دلیل ہے۔کہ جیسے اللہ رب العزت کی ذاتِ بابرکات نہ کسی سے پیدا ہوئی اور نہ اس سے کوئی پیدا ہوا،اسی طرح اس کا مبارک نام بھی نہ تو کسی سے بنا ہے اور نہ ہی اس سے کوئی اور لفظ بنتا ہے۔

چنانچہ لفظ ,,**اللّٰہ**،، کی تعریف کرتے ہوئے امام خازن **رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ** تفسیر خازن میں فرماتے ہیں:**ھُوَاِسْمُ عَلَمٍ خَاصٌ لِلّٰہِ تعالیٰ تَفَرَّدَ بہٖ اِلْبَارِئُ سُبْحَانَہ وتعالیٰ لَیْسَ بِمُشْتَقٍ وَلَایُشْرِکُہ فِیْہِ اَحَدٌ**(تفسیر خازن، ج1لباب التاویل فی معانی التنزیل، ص13)

ترجمہ: یہ اسمِ عَلَم ہے جو اللہ تعالیٰ کیلئے خاص ہے اور باری تعالیٰ کی واحدانیت پر دلالت کرتا ہے،نہ یہ کسی سے مشتق (بنا) ہے اور نہ اسمیں کوئی اور شریک ہے۔

تفسیر نعیمی میں حکیم الامت مفتی احمد یار خان نعیمی **رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ** فرماتے ہیں:

اسمیں اختلاف ہے کہ لفظ ,,**اللّٰہ**،، کسی اور لفظ سے بنا ہے یا نہیں (یعنی مشتق ہے یا جامد) بعض علمائے کرام فرماتے ہیں کہ یہ مشتق ہے اور

بعض کہتے ہیں کہ جامد۔ مشتق کہنے والے فیصلہ یقینی نہیں کر پائے کہ یہ کس لفظ سے بنا ہے۔ مشتق ہونے کے بارے میں کثیر احتمالات ہیں جن میں سے صرف ایک ہی ملاحظہ فرمائیں۔

بعض علماء کرام رحمہ اللہ السلام نے ارشاد فرمایا: لفظ ,,**اللّٰہ**،، ,,اِلٰہٌ،، سے بنا ہے جس کے معنی ہیں گھبرا کر آنا۔ کیونکہ تمام مخلوق مصیبتوں اور پریشانیوں سے گھبرا کر بالآخر اسی بارگاہ اقدس میں آتی ہے اس لئے اس ہستی کو ,, **اللّٰہ**،، کہتے ہیں۔

بادشاہ و مالدار لوگ غریب فقراء کو دیکھ کر دروازے بند کرتے ہیں تاکہ فقیر ہمارے پاس نہ آئیں لیکن رب تعالیٰ وہ غنی ہے جس کا دروازہ ہر ایک کیلئے کھلا ہے، اور تو بھگاتے ہیں مگر وہ اپنے دروازے کی طرف بلاتا ہے، اور ارشاد فرماتا ہے: ,,**اُدْعُوْنِیْ اَسْتَجِبْ لَکُمْ**،، (سوۃ المؤمن ،آیت 60) مجھ سے دعا کرو، میں تمہاری دعا قبول کروں گا۔ (تفسیر نعیمی، ج1ص51)

رحمت الٰہی کا ایک واقعہ

دو بھائی تھے، ایک متقی و پرہیز گار، دوسرا فاسق و بدکار۔ جب بدکار مرنے لگا تو متقی بھائی نے کہا تجھے میں نے بہت سمجھایا لیکن تو اپنے فسق وفجور اور بدکاری سے باز نہیں آیا، اب بول تیار کیا حال ہوگا؟ اس بدکار نے جواب دیا کہ اگر قیامت کے روز میرا رب میرا فیصلہ میری ماں کے سپرد کردے تو بتاؤ کہ ماں مجھے کہاں بھیجے گی؟ جنت میں... یا... جہنم میں؟ پرہیز گار بھائی نے کہا: ماں تو واقعی جنت میں بھیجے گی۔ گنہاہ گار نے جواب دیا: میرا رب تو میری ماں سے بھی ۷۰ گنا زیادہ مہربان ہے بتا وہ کیسے مجھے جہنم میں ڈالے گا۔ یہ کہا اور اس کا انتقال ہوگیا۔ کچھ دنوں بعد بڑے بھائی نے اسے خواب میں خوش باش دیکھا۔ مغفرت کی وجہ پوچھی تو کہا: میری اسی مرتے وقت کی بات نے میرے تمام گناہ بخشوا دیئے۔

سیدی اعلیٰ حضرت مجدد دین وملت الشاہ **امام احمد رضا خان** علیہ رحمۃ الرحمن کیا خوب فرماتے ہیں:

گناہِ رَضا کا حساب کیا، وہ اگرچہ لاکھوں سے ہیں سوا
مگر اے عَفُوّ! تیرے عَفْو کا نہ حساب ہے نہ شمار ہے

اسی لئے کہا جاتا ہے کہ اسکی رحمت تو بخشش کا بہانا تلاش کرتی ہے۔ کوئی ہو سہی بخشش کروانے والا۔

لیکن یاد رہے! جہاں اللہ رب العزت ,, **رحمن ورحیم**،، ہے وہیں اسکی صفت ,, **جبار و قھار**،، بھی ہے۔ ہمیں ہر وقت اسکے غضب وقہر سے پناہ مانگتے رہنا چاہئے۔ کیونکہ جب وہ کسی کی پکڑ فرماتا ہے تو اسے کوئی چھڑا نہیں سکتا۔

ایک بزرگ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کو وفات کے بعد کسی نے خواب میں دیکھ کر پوچھا ,, **مَافَعَلَ اللّٰہُ بِکَ**،، اللہ رب العزت نے آپکے ساتھ کیا معاملہ فرمایا؟ فرمانے لگے: اللہ رب العزت نے میرے سارے نیک اعمال کو قبول فرمایا اور سارے گناہوں سے درگزر فرمایا سوائے اس ایک تنکے کے جس سے میں نے بلا اجازت اپنے دانتوں میں خلال کیا اور مرنے سے پہلے اسے معاف کروانا بھول گیا، اس ایک تنکے کی وجہ سے آج تک مجھے جنت میں داخلے سے محروم رکھا گیا ہے۔ **اللّٰہ اَکْبَرُ وَلِلّٰہِ الْحَمْد**

عدل کریں تاں تھر تھر کمبن اُچیاں شاناں والے
فضل کریں تاں بخشے جاون میرے جے منہ کالے

اللّٰہ تعالیٰ کے نام مبارک کی برکت

تفسیر کبیر میں بسم اللہ شریف کی تفسیر کے تحت ہے: فرعون نے خدائی کے دعوے سے پہلے ایک مکان بنایا اور اسکے بیرونی دروازے پر بسم اللہ لکھی۔ جب دعوٰی خدائی کیا، اور موسیٰ علیہ السلام نے اسے تبلیغ اسلام کی اور اس نے قبول نہ کی، تو موسیٰ علیہ السلام نے اسکے حق میں بددعا کی، وحی آئی: اے موسیٰ علیہ السلام یہ ہے تو اسی قابل کہ اسے ہلاک کردیا جائے لیکن اسکے دروازے پر میرا نام لکھا ہے جسکی وجہ سے وہ عذاب سے بچا ہوا ہے۔ ,,اسی وجہ سے فرعون پر گھر میں عذاب نہیں آیا بلکہ وہاں سے نکال کر دریا میں ڈبویا گیا،، (اشرف التفاسیر، ج1ص54)

سبحان اللہ! جب ایک کافر کا گھر بسم اللہ کی وجہ سے عذاب سے بچ گیا تو اگر کوئی مسلمان اسے دل وزبان پر جاری رکھے تو کیوں نہ عذاب الٰہی سے محفوظ رہیگا، مگر خیال رہے کہ ان الفاظ کی بے ادبی نہ ہونے پائے۔

نکتہ: بسم اللہ شریف کا ذکر ہوا تو ضمناً ایک بات عرض کرتا چلوں۔

کہ بسم اللہ شریف میں سب سے پہلا حرف ,,**باء**،، ہے۔ اور درس نظامی کی مشہور ومعروف کتاب ,, **شَرۡحَ مِـائَةُ عَـامِلْ** ،، جسے ہر درس نظامی کرنے والا شخص پڑھتا ہے اور تمام مسالک کے مدارس میں پڑھائی جاتی ہے۔ اسمیں لکھا ہے کہ ,, **باء** ،، دس معنیٰ کیلئے آتا ہے، ان دس میں سے ایک معنیٰ استعانت بھی ہے ,,اَلْبَاءُ لِلْاِسْتِعَانَتْ،، یعنی باء کبھی استعانت (مدد طلب کرنے) کیلئے بھی آتی ہے۔

اگر بسم اللہ شریف میں ,, **بـــاء** ،، استعانت کے معنیٰ میں لی جائے تو بھی بالکل درست ہے۔ اس صورت میں بسم اللہ شریف کا ترجمہ ہوگا: ,,اللہ کے نام سے مدد طلب کرتے ہوئے،،

میں کہتا ہوں کہ جب اللہ کے نام سے مدد مانگنا شرک نہیں بلکہ عین اسلام ہے حالانکہ اللہ کا نام بھی غیر اللہ ہے، تو انبیاء واولیاء سے مدد مانگنا شرک کیسے ہوگیا؟ اگر کوئی صاحب کہیں کہ نہیں جناب! اصل میں اللہ رب العزت کا نام بھی اللہ ہی کی طرف منسوب ہے اور اللہ کے نام سے مدد مانگنا حقیقت میں اللہ ہی سے مدد مانگنا ہے۔ تو میں عرض کروں گا کہ جناب قرآن مجید فرقان حمید کی اس آیت کریمہ کے بارے میں آپ کیا فرماتے ہیں: ,,**يَاأَيُّهَالَّذِيۡنَ آمَنُوۡااسۡتَعِيۡنُوۡا بِاصَّبۡرِ وَالصَّلٰوةِ**،، ترجمہ: اے ایمان والو! صبر اور نماز سے مدد مانگو۔

اب بتائیں کہ صبر اور نماز اللہ ہیں یا غیر اللہ؟ یقیناً غیر اللہ ہی ہیں۔ معلوم ہوا غیر اللہ سے مدد مانگنا شرک ہرگز نہیں۔

کیونکہ یہاں پر غیر اللہ سے مدد مانگنے کا حکم خود اللہ رب العزت ارشاد فرمارہا ہے۔ اب فرمائیں کیا اللہ رب العزت اور قرآن مجید ہمیں شرک کی تعلیم دے رہا ہے؟ **حاشَاوَ كَلَّا** (ہرگز نہیں)

اگر صاحب فتویٰ فرمائیں کہ جناب صبر ونماز سے مدد طلب کرنے والا صبر ونماز کو خدا نہیں مانتا بلکہ ان کو درمیان میں وسیلہ وواسطہ بنا رہا ہے۔ تو ہم عرض کریں گے کہ جناب مسلمان بھی اللہ والوں کو ہرگز ہرگز خدا نہیں مانتے بلکہ خدا کے بندے اور مخلوق ہی مانتے ہیں اور صرف ان کو درمیان میں وسیلہ وواسطہ ہی بناتے ہیں۔

اور کسی بھی مسلمان کے بارے میں خواہ مخواہ یہ کہہ دینا کہ وہ اللہ والوں کو خدا مانتا ہے سراسر بدگمانی ہے، جو کہ سخت حرام

البتہ جس کا واضح قرائن ودلائل سے معلوم ہوجائے کہ یہ مخلوق میں سے کسی کو خدا... یا... عبادت کے لائق مانتا ہے تو اس پر بالاتفاق حکم کفر ہوگا، اور ایسے خرافات زدہ پیر حضرات یا انکے جاہل مریدین کا اسلام وسنیت سے کچھ تعلق نہیں، اور یہ اہلسنت سے خارج ہیں۔ اور ان چند فتنہ پرور کی حرکات کو پورے اسلام وسنیت پر ڈالنا سراسر ظلم وزیادتی اور ناانصافی ہے۔ بھلا جن لوگوں کے بارے میں علماء اہلسنت بار بار فرمارہے ہیں کہ ان کا اہلسنت وجماعت سے کچھ تعلق نہیں اور علماء اہلسنت ان سے بیزار ہیں، پھر بھی زبردستی ان کی خرافات کو کھینچ تان کر اہلسنت پر ڈالنا کسی منصف مزاج شخص سے ہرگز متوقع نہیں بلکہ سراسر تعصب اور فرقہ واریت کو ہوا دینے کے سوا کچھ نہیں۔

اللہ رب العزت عقل سلیم عطا فرمائے اور مسلمانوں کو افراط وتفریط سے بچنے کی توفیق نصیب فرمائے۔ آمین

لفظ ,,اللّٰہ،، کی ایک خصوصیت

لفظ ,, **اللّٰہ** ،، کی ایک خاص بات یہ ہے کہ اگر اسمیں سے کسی حرف کو ہٹادیں تب بھی اللہ رب العزت کی ذات پر ہی دلالت کرے گا۔

مثلاً لفظ ,, **اللّٰہ** ،، کا پہلا حرف ,,الف،، ہے اگر اسکو ہٹادیں تو باقی ,,**لِلّٰہ** ،، رہ جائے گا جیسے کہ فرمان باری تعالیٰ ہے: **وَلِلّٰهِ جُنُوۡدُ السَّمٰوٰتِ وَالۡاَرۡضِ** ،،(سورة الفتح، آیت ٤) جو کہ ذات باری تعالیٰ پر ہی دلالت کررہا ہے، پھر اگر ,,الف،، کو واپس لے آئیں اور درمیان سے ایک ,,لام،، کو ہٹادیں تو یہ ,, **اِلٰـــہ** ،، بن جائے گا جس کا معنیٰ معبود یعنی عبادت کے لائق، اور عبادت کے لائق صرف اللہ رب العزت ہی کی ذات ہے، لہذا اس صورت میں بھی یہ اللہ رب العزت کی ذات پر ہی دلالت کرتا ہے، اور اگر شروع سے پہلے دونوں حرف

ہٹادیں تو یہ ,,لَه،،بن جائے گا جس کا معنی ہے ,,اسی کیلئے،،جیسا کہ قرآن مجید فرقان حمید میں ارشاد فرمایا:لَه الْمُلْكُ وَلَه الْحَمْدُ،،اسی کیلئے بادشاہی ہے اور اسی کیلئے تمام تعریفیں ہیں،،اور اگر شروع سے تینوں حروف کو ہٹادیں تو باقی ,,ہ،،رہ جائے گا جسکا معنی ,,وہ،،جیسا کہ فرمان باری تعالیٰ ہے:لااله الاهو،،تب بھی وہی ذات بابرکات ہی مراد ہے۔

جیسے کہ حضرت سلطان العارفین سلطان باہو رحمة الله تعالیٰ علیه فرماتے ہیں:

الف اللہ چنبے دی بوٹی،میرے من وچ مرشد لائی ھُو
نفی اثبات دا پانی ملیا،تے ہر رگے ہرجائی ھُو

ایک شرعی مسئلہ کی وضاحت

لفظ ,,اَللّٰه،،کو ,,آللّٰه،،یا ,,اکبر،،کو ,,آکبر،،یا ,,اکبار،،کہا نماز نہ ہوگی بلکہ اگر ان کے معنی فاسدہ (غلط معنی) سمجھ کر جان بوجھ کر کہے تو کافر ہے۔(درمختار مع ردالمحتار،کتاب الصلاۃ،باب صفة الصلاۃ،ج2ص218)

فتاوٰی فیض الرسول۔ج1ص236پر مفتی جلال الدین امجدی رحمة الله تعالیٰ علیه فرماتے ہیں:

کلمۂ جلالت (یعنی لفظ ,,الله،،) یا لفظ ,,اکبر،،میں ہمزہ کو مد کیساتھ ,,آلله اکبر،،یا ,,الله آکبر،،تکبیر تحریمہ میں کہا تو نماز شروع ہی نہیں ہوئی۔اور اگر درمیان نماز تکبیرات انتقالیہ (رکوع وسجود کی تکبیرات) میں ایسا کہ دیا تو نماز باطل (ٹوٹ) گئی۔اس لئے کہ ایسا کہنے سے استفہام پیدا ہو جاتا ہے جو مفسد نماز (نماز کو توڑنے والا) ہے۔اور ,,الله اکبار،،کہنے کی صورت میں بھی یہی حکم ہے اس لئے کہ ,,اکبار،،,,کَبَرٌ،،کی جمع ہے جسکے معنی ہیں ,,ڈھول،،اور..یا..تو ,,اکبار،،حیض..یا..شیطان کا نام ہے۔نعوذبالله من ذلك نمازیوں کی تعداد زیادہ ہونے کی صورت میں پیچھے آواز پہنچانے والے مُکبِّروں کی اکثریت علم کی کمی کے باعث آج کل ,,اکبر،،کو ,,اکبار،، کہتی سنائی دیتی ہے۔اس طرح انکی نماز بھی ٹوٹتی اور انکی آواز پر جو لوگ انتقالات کرتے یعنی نماز کے ارکان ادا کرتے ہیں انکی نماز بھی ٹوٹ جاتی ہے۔لہذا بغیر سیکھے مکبر نہیں بننا چاہئے۔

دعا قبول ہونے کا وظیفہ

تفسیر عزیزی میں ہے:جس شخص کو کوئی مصیبت پیش آئے تو وہ اس طرح بارہ ہزار بار بسم اللہ شریف پڑھے کہ جب بھی ہزار کی تعداد پوری ہو دو رکعت نفل پڑھتا جائے،اس کے بعد اختتام پر دعا مانگے تو ان شاء اللہ العزیز اسکی حاجت ضرور پوری ہوگی۔

اللہ تعالیٰ عمل کی توفیق عطا فرمائے۔آمین

خادم العلم والعلماء:ابو حمزہ محمد آصف مدنی غفرلہ المولیٰ القدیر
رابطہ نمبر:0304.5845090 واٹس اپ نمبر:0313.7013113